# 13945-وقت سے قبل قرض کی ادائیگی کے مقابلہ میں کچھ قرض معاف کرنا جائز ہے

## سوال

مجھ پر کچھ مؤجل قرض ہے، اورقرض دینے والے نے وہ قرض وقت سے قبل ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے اور شرط یہ رکھی ہے کہ وہ اس کے بدلے میں کچھ قرض کی رقم معاف کردے گا، توکیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

## پسندیدہ جواب

جب قرض لینے والا یا قرض دینے والا وقت سے قبل قرض کی ادائیگی کرنا چاہے تووقت سے پہلے ادائیگی کی بنا پر قرض کی کچھ رقم معاف کرنی جائز ہے ۔

علماء کرام کے ہاں اس مسئلہ کو( ضع و تعجل ) ادائیگی جلد کردو توکچھ قرضہ معاف ۔

اس معاملہ کے جواز میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے، اکثر علماء کرام اسے حرام کہتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ : یہ معاملہ سود کے مشابہ ہے اور سود کی حرمت متفق علیہ ہے، اور سود یہ ہے کہ قرض میں تاخیر کی بنا پر رقم بھی زیادہ دینا ہوگی، اوراس صورت میں وقت سے قبل قرض کی ادائیگی میں قرض میں کمی کی جاتی ہے ۔

امام سرخسی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "المبسوط" میں کہتے ہیں :

جب کسی شخص کے ذمہ کسی کا ایک وقت کے لیے قرض ہواوروہ قرض کسی چیز کی فروخت کی قیمت تھی لھذا وہ وقت سے قبل باقی قرض کی ادائیگی میں اس سے کچھ قرض معاف کرتا ہے تواس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ۔ ۔ ۔ اس لیے کہ وقت کے مقابلہ میں دراہم اوردراہم کے مقابلہ میں وقت سود ہے ۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ فی الحال قرض میں اگروہ مال میں اس لیے زیادتی کرتا ہے کہ وہ قرض میں اور تاخیر کردے توجائز نہیں، توجب وقت سے قبل قرض کی ادائیگی میں کچھ قرض معاف کردیا جائے توبھی اسی طرح ہوگا ۔ اھ۔

اورابن رشد مالکی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب بدایۃ المجتھد میں لکھتے ہیں :

قرض جلد ادا کرواوراس میں کچھ کمی کردو، کو ناجائز قرار دینے والوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ وقت بڑھانے کی وجہ سے زیادہ کرنے کے مشابہ ہے جس کی حرمت پر سب کا اجماع ہے ۔ اھ
دیکھیں : بدایۃ المجتھد (144/2) ۔

اوردوسرے علماء کرام اس کے جوازے کے قائل ہیں : ان میں عبداللہ بن عباس، زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہم شامل ہیں، اورامام احمد اورامام شافعی رحمہ اللہ تعالی عنہما کا بھی ایک قول یہی ہے، اوریہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اوران کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بھی اختیار کیا ہے ۔

فقھاء حنفیہ میں سے ابن عابدین بھی اسے جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے "الدر المختار" کے حاشیہ میں لکھا ہے ۔ دیکھیں الدر المختار (160/5) ۔

اس کے جواز کے قائلین نے چند ایک دلائل سے استدلال کیا ہے جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں :

1-ان کے دلائل میں وہ حدیث شامل ہے جوامام حاکم اورامام طبرانی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنوالنضیر کومدینہ سے نکالنے کا حکم دیا توکچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکرکہنے لگے : اے اللہ تعالی کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں نکالنے کا حکم دے دیا ہے اورکچھ لوگوں پرہمارے قرض بھی ہیں جن کی ادائیگی کا وقت ابھی تک نہیں آیا، تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قرض میں سے کچھ معاف کردواورجلدی واپس لے لو۔

مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کی سند میں مسلم بن خالدالزنجی ضعیف ہے اوراسے ثقہ بھی کہا گیا ہے ۔ اھ

اورابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب "احکام اھل الذمۃ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اوراس میں مسلم بن خالدالزنجی ہی ایسا راوی ہے جس کی حدیثیں حسن کے رتبہ سے کم کی نہیں ۔ اھ

دیکھیں : احکام اھل الذمۃ لابن قیم (396/1) ۔

2-اوردلائل میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا : سود تویہ ہے کہ :مجھے وقت زیادہ دے اورمیں تجھے زیادہ دیتا ہوں، اوریہ سود نہیں کہ مجھے جلد واپس کردواورمیں تمہیں معاف کرتا ہوں ۔

3-ایک دلیل یہ بھی ہے کہ : اس میں طرفین (قرض لینے اوردینے والے ) کی مصلحت ہے، قرض دینے والا قرض کی جلد واپسی سے اورلینے والا کچھ قرض کی معافی سے مستفید ہوتا ہے ۔

اسے حرام کہنے والوں کی دلیل کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس معاملے کوسود پرقیاس کرنا صحیح نہیں اس لیے کہ یہ سود کے برعکس ہے، کیونکہ سود میں تومدت کی زیادتی کی بنا پرقرض زیادہ ہوجاتا ہے، اوریہاں پرمدت میں کمی ہونے کی بنا پرقرض میں بھی کمی ہورہی ہے، توبرعکس مسئلہ کواس پرکیسے قیاس کیا جاسکتا ہے ؟!ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی اوپربیان کی گئی کلام کا یہی معنی ہے ۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

یہ سود کے مخالف ہے کیونکہ وہ تومدت اورقرض دونوں میں زیادتی ہوتی ہے، اوریہ قرض لینے والے کوسراسر نقصان ہی نقصان ہے، اورہمارا یہ مسئلہ توقرض لینے والے کے لیے قرض سے بری الذمہ ہونے کو متضمن ہے اورقرض دینے والے کووقت سے پہلے ادائیگی ہوجاتی ہے جس سے اسے فائدہ ہوتا ہے، لھذا بغیر کسی نقصان کے دونوں کوہی فائدہ حاصل ہوا ہے، برخلاف سود کے جس کی حرمت پراجماع ہے اس میں توقرض لینے والے کونقصان ہوتا اورفائدہ قرض دینے والے کے ساتھ مختص ہوتا ہے، لھذا یہ معنی اورصورت کے اعتبار سے بھی سود کے خلاف ہے ۔ اھ

لجنۃ الدائمۃ (مستقل فتوی کمیٹی) سے اس مسئلہ کے بارہ میں سوال پوچھا گیا تواس کا جواب تھا :

(اس مسئلہ میں اہل علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، صحیح قول یہی ہے کہ قرض جلد واپس کرنے کے لیے کچھ قرض معاف کرنا جائز ہے، امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اورشیخین ابن تیمیہ اورابن قیم رحمہما اللہ تعالی نے بھی یہی قول اختیارکیا ہے، اورابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف بھی یہ قول منسوب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اھ) ۔

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (168/13) ۔

المجمع الفقھی کی فیصلوں میں سے یہ بھی ہے کہ :

مدت والے قرض میں سے جلد واپس کرنے کی غرض سے کچھ قرضہ معاف کردینا شرعا جائز ہے چاہے قرض دینے والے یا لینے والے کے مطالبہ سے معاف کیا جائے ، یہ حرام سود میں شامل نہیں ہوتا ۔ اھ

واللہ اعلم.